

کتاب الجامع

از بلوغ المرام لابن حجر العسقلانی

باب الادب

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق

حدیث نمبر 1:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتُّ: إِذَا لَقِيْتَهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، وَإِذَا دَعَاكَ فَاجِبْهُ وَإِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْهُ، وَإِذَا عَطَسَ فَحَمِدِ اللَّهَ فَشَمِّتْهُ، وَإِذَا مَرَضَ فَعُدَّهُ وَإِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ)) (رواه مُسْلِمٌ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں: (۱) جب تو اسے ملے تو سلام کہے، (۲) اور جب وہ تجھے دعوت دے تو اس کی بات تسلیم کرے، (۳) اور جب وہ تجھ سے خیر خواہی چاہے، تو اس کی خیر خواہی کرے، (۴) اور جب اسے چھینک آئے، پھر وہ الحمد للہ کہے تو تو (یرحمک اللہ) سے اس کا جواب دے، (۵) اور جب وہ بیمار ہو جائے تو تو اس کی بیمار پرسی کرے، (۶) اور جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازے میں شرکت کرے۔

تشریح: آداب معاشرت کو دین اسلام میں ایک اہم مقام حاصل ہے۔ آپ کا ارشاد ہے:

”میرے رب نے مجھے علم عطا کیا اور بہت اچھا علم عطا کیا“ اور میرے رب

نے مجھے تہذیب سکھائی اور بہت اچھی تہذیب سکھائی۔“ (الجامع الصغیر)

اسلام اخوت یعنی بھائی چارے کا دین ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾ (الحجرات: ۱۰) ”یقیناً مومن آپس میں بھائی ہیں“

لہذا مسلم معاشرے میں جن آداب کا لحاظ رکھنا اسلام نے ضروری خیال کیا ہے ان پر مشتمل آداب ہماری تہذیب و ثقافت کا ایسا حصہ ہیں جن کی مثال کسی مذہب و ملت میں نہیں ملتی۔

اس حدیث میں آنحضور ﷺ نے مسلمان کے مسلمان پر چھ حقوق کا ذکر فرمایا ہے ان کا چھوڑ دینا نہایت ہی غیر مناسب ہے اور ان حقوق کا ادا کرنا واجب ہے۔

”سلام“ کے معنی سلامتی کے ہیں ”سلام“ اللہ تعالیٰ کے ”اسماء الحسنی“ میں سے ایک نام ہے۔ ملاقات کے وقت پہلے سلام کرنا واجب ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کو ملتے تو سلام کہتے اور جب کسی درخت یا ٹیلے کے آجانے سے جدا ہو کر دوبارہ ملتے تو سلام کہتے۔

دعوت پر بلانے سے مراد ”دعوت ولیمہ“ بھی ہے مگر شرط یہ ہے کہ اس میں غیر شرعی رسوم و رواج نہ ہو اس کے علاوہ اگر کوئی اپنے اچھے مقصد مثلاً مدد اور مشورہ (وغیرہ) کے لئے بلائے تو اس کے پاس جانا اس کا حق ہے۔

خیر خواہی کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے: کہ مسلمان حاضر ہو یا غائب اس کی خیر خواہی لازم ہے لہذا ”درست مشورہ“ دینے سے اس کی ”خیر خواہی“ اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ (ترمذی) چھینک آنے پر ”الحمد لله“ کہنا واجب ہے اور بخاری شریف کی روایت کے مطابق بیمار کی تیمارداری کرنا واجب ہے۔ اس طرح مسلمان کے جنازے میں شرکت کرنا اور جنازے کے ساتھ جانا اس کا حق ہے اور فرض کفایہ ہے۔

اللہ کی نعمتوں کا شکر

حدیث نمبر 2:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَنْظَرُوا إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْكُمْ، وَلَا تَنْظُرُوا إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ، فَهُوَ أَجْدَرُ أَنْ لَا تَزِدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ)) (متفق علیہ)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس آدمی کی طرف دیکھو جو (مقام و مرتبے میں) تم سے کم تر ہے اور اس آدمی کی طرف نہ دیکھو جو تم سے اونچا ہے، یہ بات اس لحاظ سے زیادہ مناسب ہے کہ تم اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھو۔“

تشریح: اس سے مراد دنیاوی امور ہیں، جب انسان اپنے سے زیادہ مرتبے والے کی طرف دیکھتا ہے تو اُسے اُن نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی توفیق نہیں ہوتی جو اُس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے برس رہی ہوتی ہیں۔ لہذا دینی امور آپ ﷺ کے اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ مفہوم یہ ہے کہ حاجت مند کو دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کریں نیز یہ کہ اگر کوئی شخص دنیا دار لوگوں کو اپنا (Ideal) بنالے گا تو پھر خطرہ ہے کہ اس کے دل میں اپنے خالق کے بارے میں شکوہ پیدا ہو جائے یا پھر اس شخص پر حسد پیدا ہو جائے۔ مسلمان کو ہمیشہ ہر حالت میں اللہ کا شکر ادا کرتے رہنا چاہیے۔

حسن خلق

حدیث نمبر 3:

((عَنِ النَّوَاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْبِرِّ وَالْإِثْمِ، فَقَالَ: الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِي صَدْرِكَ، وَكَغَرِهَتْ أَنْ يَطْلُعَ عَلَيْهِ النَّاسُ)) (أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ)

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نیکی اور گناہ کی تعریف پوچھی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: نیکی حسن خلق کا (دوسرا) نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تمہارے سینے میں کھٹک جائے اور تو اسے ناپسند کرے کہ لوگ اس سے باخبر ہو جائیں۔

تشریح: اس حدیث میں آپ ﷺ نے لوگوں سے خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آنا چاہیے۔ حدیث میں یہ بھی آتا ہے ”قیامت کے دن میزان میں ”حسن خلق“ سے زیادہ وزنی چیز کوئی نہیں ہوگی۔“ (ریاض الصالحین) قرآن مجید میں ارشاد ہے: ﴿إِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ (القلم: ۴) ”یقیناً آپ ﷺ خلق عظیم کے مالک ہیں“ پس ثابت ہوا کہ لوگوں کے ساتھ درستی کا رویہ اختیار کرنا چاہیے، ان کا بوجھ برداشت کرنا چاہیے، سختی، غصہ اور دست درازی نہیں کرنی چاہیے۔ ”بر“ ایسی نیکی کو کہتے ہیں جس کا ثمرہ یعنی ”نتیجہ“ عام اور وسیع ہو جو دوسروں تک بھی پہنچے۔ ”گناہ“ ایک ایسا عمل ہے جس کو سب لوگ برا جانتے

ہیں اس لئے آدمی کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اُس کے بُرے کام لوگوں کو معلوم نہ ہوں۔
شک و شبہ والے تمام امور کے ناجائز ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہونا چاہیے۔

آدمیت احترام آدمی

حدیث نمبر 4:

((عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاوَلُنِي اِثْنَانِ دُونَ الْآخِرِ حَتَّى تَخْتَلِطُوا بِالنَّاسِ، مِنْ أَجْلِ أَنَّ ذَلِكَ يُحْزِنُهُ)) (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَاللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ)

”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کسی مجلس میں تم تین آدمی ہوتے ہو، تو تیسرے کو چھوڑ کر دو آدمی سرگوشی نہ کریں، یہاں تک کہ لوگوں میں مل جاؤ، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ بات اس تیسرے کو رنجیدہ کر دے گی۔“

تشریح: فرمایا: جب مجلس میں تین آدمی موجود ہوں تو تیسرے کو چھوڑ کر دو آدمیوں کو سرگوشی نہیں کرنا چاہیے۔ چار ہونے کی صورت میں دو آدمی رازداری کر سکتے ہیں اس طرح تیسرے کو چوتھے سے گفتگو کا موقع مل جاتا ہے۔ لہذا تیسرا آدمی غمگین نہیں ہوگا۔ جب دو آدمی آپس میں بات کرتے ہوں تو تیسرے کو مداخلت یعنی بات سننے کا حق نہیں ہے۔ (الادب المفرد للبخاری) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ایسے لوگوں کی بات کان لگا کر سنے چاہے اس سے بھاگتے ہوں تو قیامت کے دن اس کے کانوں میں سپسہ ڈالا جائے گا (ابوداؤد)۔“

وسعت قلبی

حدیث نمبر 5:

((وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيهِ وَلَكِنْ تَفَسَّحُوا وَتَوَسَّعُوا)) (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی

آدمی دوسرے آدمی کو اس کے بیٹھنے کی جگہ سے اٹھا کر پھر اس کی جگہ پر خود نہ بیٹھے، بلکہ تم کھل جایا کرو اور مجلس میں وسعت پیدا کر لیا کرو۔ (متفق علیہ)

تشریح: اس سے مراد وہ جگہیں ہیں جہاں ہر مسلمان کے لئے بیٹھنا جائز ہے۔ جو شخص پہلے آ کر بیٹھ جائے کسی کے لئے جائز نہیں کہ اُسے اٹھا کر خود بیٹھ جائے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے دلوں میں دوری اور بغض کے پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔ البتہ خود جگہ دینا عزت و احترام کا نشان ہے۔

آداب طعام

حدیث نمبر 6:

((وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا أَكَلْتَ أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلَا يَمْسَحُ يَدَهُ حَتَّى يَلْعَقَهَا أَوْ يُلْعِقَهَا))

(متفق علیہ)

”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب تم میں کوئی آدمی کھانا کھا چکے تو اپنے ہاتھ کو اس وقت تک صاف نہ کرے جب تک اسے چاٹ نہ لے یا کسی سے چٹوانہ لے۔“ (متفق علیہ)

تشریح: ”لَا يَمْسَحُ يَدَهُ“ سے مراد یہ ہے کہ کپڑے یا تولیے وغیرہ سے ہاتھ صاف نہ کرے یہاں تک کہ اپنی انگلیاں چاٹ نہ لے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے ”کہ کھانے والے کو معلوم نہیں کہ اس کے کھانے کے کون سے حصے میں برکت ہے“ (مسلم)

برکت کا مطلب تو بہت وسیع ہے مگر مختصراً یہ کہ کھانا آسانی سے ہضم ہو جائے۔ کسی بیماری وغیرہ کا باعث نہ بنے اور بھوک کا احساس مٹ جائے (نووی) بعض حکماء یہ کہتے ہیں کہ انگلیاں چاٹنے سے نظام انہضام مضبوط ہوتا ہے (واللہ اعلم) نیز یہ صفائی و پاکیزگی کے لئے بھی بہتر عمل ہے۔

سلام میں پہل کرنا

حدیث نمبر 7:

((وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لِيُسَلِّمَ الصَّغِيرُ

عَلَى الْكَبِيرِ، وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ))

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)، وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ وَالرَّائِبُ عَلَى الْمَاشِي

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

چھوٹے کو لازم ہے کہ بڑے کو سلام کہے، پیدل چلنے والا بیٹھے کو اور جو تعداد

میں تھوڑے ہیں اپنے سے زیادہ کو سلام کہیں اور مسلم شریف کی ایک روایت

میں ہے کہ سوار پر لازم ہے کہ وہ پیدل کو سلام کہے۔

تشریح: صغیر کو حکم ہے کہ وہ کبیر یعنی بڑے کی توقیر کرتے ہوئے سلام کرنے میں پہل

کرے اور اس کے ساتھ باادب رہے۔ زیادہ لوگوں کا تھوڑے لوگوں پر حق فائق ہے۔ گزرنے

والا بیٹھے ہوئے کو پہلے سلام کرے کہ وہ داخل ہونے والے کے حکم میں ہے، سلام کرنے کا

حکم ہے، یہ بھی اس میں حکمت ہے بیٹھا ہوا شخص بار بار متوجہ ہو کر گزرنے والے کو سلام نہیں

کر سکتا یہ نہایت مشکل کام ہے جب کہ گزرنے والے کے لئے آسان ہے۔ سوار چلنے

والے کو سلام کہے کہ سواری بڑائی اور بلندی کا نشان ہے۔ اس لئے سوار کے لئے مناسب

ہے کہ وہ تواضع کرے۔ اس سے خود بینی اور تکبر کی جڑیں کاٹ دی گئی ہیں۔ حدیث میں آتا

ہے دُا دی جب آپس میں ملیں تو جو پہلے سلام کہے گا وہ افضل ہوگا۔ (الادب المفرد)

سلام کا کافی ہونا

حدیث نمبر 8:

((وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: يُجْزَى عَنِ

الْجَمَاعَةِ إِذَا مَرُّوا أَنْ يُسَلِّمَ أَحَدُهُمْ وَيُجْزَى عَنِ الْجَمَاعَةِ أَنْ

يَرُدَّ أَحَدُهُمْ)) (رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتَّيْهَقِيُّ)

”حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جماعت کی

طرف سے گزرتے ہوئے اگر ایک آدمی (نمائندگی کرتے ہوئے) سلام کہے تو

ساری جماعت کی طرف سے کافی ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر جماعت کی طرف

سے ایک آدمی جواب دے تو ان کی طرف سے بھی کافی ہو جاتا ہے۔“

تشریح: یعنی جماعت کی نمائندگی کرتے ہوئے ایک آدمی سلام کہے تو سب کی طرف سے فرض ادا ہو گیا اس طرح جواب کا بھی یہی حکم ہے۔

اہل کتاب کو سلام میں پہل کی ممانعت

حدیث نمبر 9:

((وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَبْدُوا الْيَهُودَ وَلَا النَّصَارَى بِالسَّلَامِ، وَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فِي طَرِيقٍ فَاصْطَرُّوهُمْ إِلَى أَصْيَقِهِ)) (أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم یہود و نصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو اور جب تم انہیں کسی راستے میں ملو تو ان کو راستے کے تنگ حصے سے گزرنے پر مجبور کرو۔“ (مسلم)

تشریح: مراد یہ ہے کہ عزت کے حقدار صرف مسلمان ہیں۔ اکثر علماء کی رائے ہے کہ یہ حکم نہی تحریمی ہے یعنی اہل کتاب کو پہلے سلام کہنا جائز ہی نہیں، حکمت یہ ہے کہ مسلمان یہود و نصاریٰ کے ساتھ اُلفت نہیں رکھتے اسی میں مسلمان کی توقیر ہے۔ اسی لئے حکم دیا کہ اگر راستے میں تمہاری اُن سے ملاقات ہو تو اُن کے لئے کھلا راستہ مت چھوڑو تا کہ اُن کو ذلت محسوس ہو۔ اللہ کا فرمان ہے ”میرے اور اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ“ (الممتحنۃ) نبی ﷺ کا فرمان ہے جب یہودی تمہیں سلام کہتے ہیں تو وہ ”السلام علیکم“ (تم پر موت ہو) کہتے ہیں لہذا تم جواب میں کہو ”وعلیکم“ یعنی تم پر ہو (بخاری) اگر واضح اور صاف ”السلام علیکم“ سنائی دے تو (بعض علماء کے نزدیک) انہیں ”وعلیکم السلام“ کہہ سکتے ہیں۔

چھینک کے آداب

حدیث نمبر 10:

((وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ: الْحَمْدُ لِلَّهِ وَلْيَقُلْ لَهُ أَخُوهُ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ، فَإِذَا قَالَ لَهُ يَرْحَمُكَ اللَّهُ، فَلْيَقُلْ لَهُ يَهْدِيكُمُ اللَّهُ وَيُصْلِحْ بَالَكُمْ)) (أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو اسے چاہیے کہ الحمد للہ کہے اور اس کا بھائی اس کے لئے یرحمک اللہ کہے، پھر جب وہ اس کے لیے یرحمک اللہ کہے تو چھینک مارنے والے پر لازم ہے کہ وہ پھر کہے ”یہدیکم اللہ ویصلح بالکم“ (اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہارے حالات کی اصلاح کرے)۔

تشریح: ”یہدیکم اللہ“ اللہ آپ کو ہدایت عطا کرے جس طرح آپ نے میری چھینک کو نحوست نہیں جانا (جیسا کہ گمراہ لوگ سمجھتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اچھا صلہ دے اور ہدایت و رہنمائی فرمائے۔

کھڑے ہو کر پینے کی ممانعت
حدیث نمبر 11:

((وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: لَا يَشْرَبَنَّ أَحَدُكُمْ قَائِمًا)) (أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی کھڑا ہو کر ہرگز کوئی چیز نہ پیئے۔“

تشریح: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا ہے۔ عام طور پر کھڑے ہو کر کھانا پینا جانور کی فطرت ہے، نیز ممانعت کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ آدمی بیٹھ کر پیئے تو عموماً اطمینان سے پیتا ہے۔ آداب شرب کا تقاضا یہ ہے کہ آدمی تین سانس لے کر پیئے اور یہ بھی حکم ہے کہ سانس برتن کے اندر نہ لیا جائے (بخاری و مسلم) جمہور علماء اس بارے میں رائے دیتے ہیں کہ کھڑے ہو کر پینا افضل کے خلاف ہے۔ دوسرا یہ کہ مکروہ ہے۔ البتہ آب زمزم، وضو کا بچا ہوا پانی اور راستے کا پانی کھڑے ہو کر پینا ثابت ہے (بخاری، مسلم، ترمذی) ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چلتے ہوئے کھا لیتے تھے اور کھڑے ہو کر پی لیتے تھے۔ (ترمذی)

دائیں طرف سے آغاز باعث برکت

حدیث نمبر 12:

((وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا انْعَلَّ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيَمِينِ، وَإِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ، وَلَتَكُنِ الْيُمْنَى أَوْ لَهْمَا تُنْعَلُ وَآخِرُهُمَا تُنْزَعُ))

اُخْرَجَهُ مُسْلِمٌ إِلَى قَوْلِهِ بِالشِّمَالِ، وَأَخْرَجَ بَاقِيَهُ مَالِكٌ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ.
”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی جوتا پہننے لگے تو دائیں طرف سے شروع کرے اور جب اتارنے لگے تو بائیں طرف سے شروع کرے تاکہ پہنے دایاں اول اور اتارنے میں آخری ہو۔“

تشریح: دائیں طرف سے آغاز تمام صالح اعمال میں مشروع ہے لہذا وہ تمام امور جو زینت، عزت و شرف کا باعث ہوں انہیں دائیں طرف سے شروع کرنا چاہیے۔ نبی ﷺ کو دائیں جانب سے شروع کرنا پسند تھا، جوتا پہننے میں، کنگھی کرنے میں، وضو کرنے میں اور تمام کاموں میں“ (متفق علیہ)۔

ایک پاؤں میں جوتا پہننے کی ممانعت

حدیث نمبر 13:

((وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا يَمْشِي أَحَدُكُمْ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ، وَلْيَنْعَلْهُمَا جَمِيعًا أَوْ لِيَخْلَعْهُمَا جَمِيعًا)) (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی ایک جوتا پہن کر نہ چلے یا دونوں پہن لے یا دونوں اتار دے۔“

تشریح: جوتا پہننے کا مقصد تکلیف دہ چیزوں سے پاؤں کا بچانا ہوتا ہے، نیز زینت بھی ہے۔ لہذا جوتا پہننے میں بھی یہ ادب سکھایا گیا ہے کہ ایک جوتا اتار کر چلنے سے آدمی کا توازن و اعتدال قائم نہیں رہتا۔ ننگے پاؤں چلنا آدمی کے مقام و مرتبے اور وقار کے خلاف نہیں۔

حضرت فضالہ بن عبید اللہؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ ہمیں یہ بھی حکم دیتے تھے کہ کبھی ننگے پاؤں بھی چلا کریں۔ (ابوداؤد)

غرور کی سزا

حدیث نمبر 14:

((وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَى مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خِيَلَاءً)) (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

”حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس آدمی کی طرف (نظرِ رحمت سے) ہرگز نہیں دیکھتا جو غرور سے اپنے کپڑے کو گھسیٹتا ہے۔“

تشریح: لباس آدمی کی بنیادی ضرورت اور عزت و وقار کی علامت ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”اے بنی آدم ہم نے تم پر لباس نازل کیا تاکہ تمہارے ستر کو ڈھانپے اور تمہارے بدن کو زینت دے اور پرہیزگاری کا لباس سب سے اچھا ہے۔“

(۷/الاعراف: ۳۶)

”گھسیٹتا پھرے“ یہ وعید مرد کے لئے ہے۔ اس سے تہبند اور شلوار وغیرہ مراد ہے اور اس کے لئے فخر کی قید بھی لگا دی، اگر کسی وجہ سے تہبند اور شلوار وغیرہ نیچے ہو جائے تو اللہ کی طرف سے مواخذہ نہ ہوگا۔ مگر شرط یہ ہے کہ اس میں لاپرواہی نہ کرے۔ مسلمان کا دامن ہر قسم کے فخر و غرور اور تکبر سے پاک ہونا چاہیے۔

دائیں جانب کی فضیلت

حدیث نمبر 15:

((وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَأْكُلْ بِيَمِينِهِ، وَإِذَا شَرِبَ فَلْيَشْرَبْ بِيَمِينِهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ، وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ)) (أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ)

”حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب تم میں سے کوئی آدمی کھائے تو اپنے دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب کوئی چیز پیئے تو دائیں ہاتھ سے پیئے کیونکہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے۔“

تشریح: ”بائیں ہاتھ سے کھانا پینا“ شیطان سے مشابہت ہے، لہذا حرام ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”لڑکے بسم اللہ پڑھ، اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھا اور اپنے سامنے سے کھا۔ (بخاری) ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے بائیں ہاتھ سے کھا رہا تھا آپ ﷺ نے اُسے دائیں ہاتھ سے کھانے کا حکم دیا اُس نے ”تکبر“ سے کہا میں نہیں کھا سکتا، آپ ﷺ نے فرمایا: تم نہ ہی کھا سکو تو اس کے بعد وہ اپنا دایاں ہاتھ اپنے منہ کی طرف کبھی نہیں اٹھا سکا۔ (مسلم)

غرور کی ممانعت

حدیث نمبر 16:

((وَعَنِ عَمْرٍو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: كُلْ وَاشْرَبْ وَالْبَسْ وَتَصَدَّقْ فِي غَيْرِ سَرَفٍ وَلَا مَخِيلَةٍ)) (أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ وَآخَمَدُ وَعَلَّقَهُ الْبُخَارِيُّ)

”حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کھاؤ، پیو، پہنو اور صدقہ کرو، بغیر فضول خرچی اور تکبر کے۔“

تشریح: کام یا گفتگو وغیرہ میں حد سے گزرنے کا نام اسراف ہے۔ کھانے پینے، پہننے اور خیرات کرنے میں اسراف سے پرہیز ضروری ہے اور ایسے نیک اور اچھے کاموں میں فخر کرنا بھی حرام ہے۔ ”اسراف و تبذیر“ آدمی کے لئے تباہی و بربادی ہے اور فخر و روح کے لئے مضر ہے کیونکہ خود پسندی پیدا کرتا ہے اور گنہگار بناتا ہے۔ نیز لوگوں میں ایسے شخص کو عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔

قرآن مجید میں فرمایا: ”کھاؤ اور پیو اور بے جا نہ اڑاؤ اور بے شک اسراف کرنے

والوں کو اللہ دوست نہیں رکھتا۔ (۷/الاعراف: ۳۱)

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ ہم مذہبی تہواروں اور شادی وغیرہ کے موقع پر اسراف و تبذیر کرتے ہیں اس سے ہمیں اجتناب کرنا چاہیے۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ دنیا کی ہر مباح چیز مسلمان استعمال کر سکتا ہے مگر حد سے تجاوز نہ کرے۔